آیاتہا ۲۹ ﴿ سورۃ التکویر مکیۃ ۸۱ ﴾ رکوعہا ۱

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

ابن مردویہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿۱﴾ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ﴿۲﴾ وَ اِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿۳﴾ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿۴﴾ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ﴿۵﴾ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿۶﴾ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ﴿۷﴾ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ ﴿۸﴾ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ﴿۹﴾ وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿۱۰﴾ وَ اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ﴿۱۱﴾ وَ اِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ﴿۱۲﴾ وَ اِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ﴿۱۳﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّاۤ اَحْضَرَتْ ﴿۱۴﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ وَ الَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾ وَ الصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۹﴾ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿۲۰﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿۲۱﴾ وَ مَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾ وَ لَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۳﴾ وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾ وَ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾ وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾

"(یاد کرو) جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔ اور جب ستارے بکھر جائیں گے۔ اور جب پہاڑوں کو اکھیڑ دیا جائے گا۔ اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں چھٹی پھریں گی۔ اور جب وحشی جانور یکجا کر دیئے جائیں گے۔ اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے۔ اور جب جانیں (جسموں سے) جوڑی جائیں گی۔ اور جب زندہ درگور کی

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

ہوئی (بچی) سے پوچھا جائے گا۔ کہ وہ کس گناہ کے باعث ماری گئی۔ اور جب اعمال نامے کھولے جائیں گے۔ اور جب آسمان کی کھال ادھیڑلی جائے گی۔ اور جب جہنم دہکائی جائے گی۔ اور جب جنت قریب کر دی جائے گی۔ (تو اس دن) ہر شخص جان لے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔ پھر میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹ جانے والے تاروں کی۔ (اور قسم کھاتا ہوں) سیدھے چلنے والے، رکے رہنے والے تاروں کی۔ اور رات کی جب وہ رخصت ہونے لگے۔ اور صبح کی جب وہ سانس لے۔ کہ یہ (قرآن) ایک معزز قاصد کا (لایا ہوا) قول ہے۔ جو قوت والا ہے مالک عرش کے ہاں عزت والا ہے۔ (سب فرشتوں کا) سردار اور وہاں کا امین ہے۔ اور تمہارا یہ ساتھی کوئی مجنون تو نہیں۔ اور بلاشبہ اس نے اس قاصد کو دیکھا ہے روشن کنارے پر۔ اور یہ نبی غیب بتانے میں ذرا بخیل نہیں۔ اور یہ (قرآن) کسی شیطان مردود کا قول نہیں۔ پھر تم (منہ اٹھائے) کدھر چلے جا رہے ہو۔ نہیں ہے یہ مگر نصیحت سب اہل جہان کے لیے۔ (لیکن ہدایت وہی پاتا ہے) جو قوم میں سے سیدھی راہ چلنا چاہے۔ اور تم نہیں چاہ سکتے بجز اس کے کہ اللہ چاہے جو رب العالمین ہے"۔

امام احمد، ترمذی، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے یوم قیامت کی طرف اس طرح دیکھنا خوش کرتا ہے گویا کہ وہ اسے سامنے دیکھ رہا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ یہ سورتیں پڑھے: اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ ۔ اِذَا السَّمَآءُ انۡفَطَرَتۡ (انفطار:1) اور اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ (انشقاق:1)(1)

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، امام مسلم، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن حوشب رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے (نماز) فجر میں وَالَّيۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ کی قرأت فرمائی۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ جب سورج تاریک کر دیا جائے گا۔ وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ اور جب ستارے متغیر ہو جائیں گے۔ وَاِذَا الۡمَوۡءٗدَةُ سُئِلَتۡ اور جب زندہ درگور کی گئی بچی سوال کرے گی۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ جب سورج کو لوٹ لیا جائے گا (یعنی لپیٹ لیا جائے گا)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ جب سورج کو لپیٹ دیا جائے گا۔ وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ جب ستارے بکھر جائیں گے۔ وَاِذَا الۡجِبَالُ سُيِّرَتۡ اور جب پہاڑ ختم کر

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 12-11، صفحہ 167 (3333)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب القراءۃ فی الصبح، جلد 2، صفحہ 149 (456/164)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 83-80، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

دیئے جائیں گے۔ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں بغیر چرواہے کے چھوڑ دی جائیں گی۔ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے۔ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ فرمایا: یہ مثالیں ہیں ان لوگوں کی جنہیں آپس میں جوڑا اور جمع کیا جائے گا۔ وَ اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ اور جب کہ آسمان کو کھینچ لیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كُوِّرَتْ فارسی میں لپیٹنے کو کہا جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كُوِّرَتْ کا معنی ہے لوٹ لیا گیا۔ اور یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ فارسی زبان میں کو ریھود ہے۔ یعنی یہود نے لپیٹا۔

امام ابن ابی حاتم اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابو مریم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ کا معنی ہے جب سورج کو جہنم میں لپیٹ دیا جائے گا۔ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ فرمایا: جب ستارے جہنم میں بکھر جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے سوا جس کی عبادت کی گئی وہ جہنم میں ہوگا۔ سوائے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور آپ کی ماں کے۔ اور اگر یہ دونوں بھی اس پر راضی ہوتے کہ ان کی عبادت کی جائے۔ تو یقیناً وہ بھی جہنم میں داخل ہوتے۔

امام ابن ابی الدنیا نے الاہوال میں، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سورج، چاند اور ستاروں کو لپیٹ کر جہنم میں پھینک دے گا اور دبور ہوا بھیجے گا۔ تو وہ اسے بھڑکائے گی یہاں تک کہ سمندر بہت بڑی آگ بن جائیں گی۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند قیامت کے دن لپیٹ دیئے جائیں گے (1)۔ اور بزار نے مسند میں یہ اضافہ کیا ہے (کہ انہیں جہنم میں لپیٹ دیا جائے گا)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس سورت میں چھ علامات دنیا سے متعلق ہیں جن کی طرف لوگ دیکھتے ہیں۔ اور چھ آخرت سے متعلق اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ۞ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ۞ وَ اِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ۞ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ۞ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ۞ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ یہ علامات دنیا میں ظاہر ہوں گی، لوگ ان کی طرف دیکھیں گے۔ اور وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ۞ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ۞ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ۞ وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ۞ وَ اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ۞ وَ اِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ۞ وَ اِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ یہ علامات آخرت میں پائی جائیں گی۔

امام ابن ابی الدنیا نے الاہوال میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے چھ آیات یوم قیامت سے پہلے کی ہیں۔ اس اثناء میں کہ لوگ اپنے بازاروں میں ہوں گے کہ اچانک سورج کی روشنی ختم ہو جائے گی۔ لوگ اپنی اسی کیفیت میں ہوں گے کہ اچانک پہاڑ زمین پر گر جائیں گے۔ وہ متحرک ہو کر مضطرب ہو جائے گی اور ایک دوسرے سے مل جائے گی۔ جن انسانوں کی طرف اور انسان جنات کی طرف گھبرا کر جائیں گے۔ چوپائے پرندے اور وحشی جانور مل جائیں گے اور مضطرب ہو کر بھاگنے لگیں گے۔ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ اور جب کہ وحشی مل

1۔ صحیح بخاری، باب صفۃ الشمس والقمر، جلد 1، صفحہ 454، قدیمی کتب خانہ کراچی

marfat.com
Marfat.com

جائیں گے۔ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ اور جب کہ دس ماہ کی گابھن اونٹنیوں کو ان کے مالک چھوڑ دیں گے۔ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ فرمایا: جنات انسانوں کو کہیں گے ہم تمہارے پاس ایک خبر لائے ہیں سو تم سمندر کی طرف چلو۔ وہاں ایک آگ بھڑک رہی ہے۔ پس لوگ ابھی اسی کیفیت میں ہوں گے کہ زمین ایک زوردار دھماکے کے ساتھ ساتویں زمین تک اور ساتوں آسمان تک پھٹ جائے گی۔ وہ ابھی اسی کیفیت میں ہوں گے کہ اچانک ان پر ایک ہوا آئے گی اور انہیں مار دے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ کا معنی ہے جب سورج الٹا کر دیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے: جب سورج کو ختم کر دیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ جب سورج کی روشنی ختم ہو جائے گی۔ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ جب ستارے گر جائیں گے۔ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ جب وحشی جانوروں کو موت آ جائے گی۔ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ فرمایا: جب سمندروں کا پانی ختم ہو جائے گا۔ ان کا پانی تہ میں چلا جائے گا۔ فرمایا: سُجِّرَتْ اور فجرت دونوں معنی کے اعتبار سے برابر ہیں (یعنی بھڑکنا)۔ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ جب ارواح کو جسموں کے ساتھ ملایا جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ جب سورج کی روشنی ختم ہو جائے گی اور اس کے لیے کوئی روشنی باقی نہیں رہے گی۔ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ فرمایا: جب ستارے گر جائیں گے اور بالکل بوسیدہ ہو جائیں گے۔ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ فرمایا: جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیوں کو ان کے مالک چھوڑ دیں گے کہ ان پر ایسی کیفیت طاری ہو گی جو انہیں ان سے غافل کر دے گی۔ کہ نہ ان تک پہنچا جائے گا اور نہ انہیں دوہیا جائے گا۔ حالانکہ دنیا میں ان کے نزدیک ان سے بڑھ کر کوئی پسندیدہ مال نہیں۔ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ فرمایا: بے شک قیامت کے دن یہ ساری مخلوق اکٹھی ہو گی اور اللہ تعالیٰ ان میں جو چاہے گا فیصلہ فرمائے گا۔ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ فرمایا: سمندروں کا پانی ختم ہو جائے گا اور ایک قطرہ بھی باقی نہیں رہے گا۔ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ فرمایا: ہر انسان کو اس کے گروہ کے ساتھ ملا دیا جائے گا یعنی یہودی کو یہودیوں کے ساتھ عیسائی کو عیسائیوں کے ساتھ۔ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ فرمایا: ایک قرأت میں ہے۔ ''سَالَتْ'' بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ فرمایا: زندہ درگور کی جانے والی بچی کو کسی گناہ کے سبب قتل نہیں کیا گیا۔ زمانہ جاہلیت کا کوئی آدمی اپنی بچی کو قتل کر دیا کرتا تھا اور اپنے کتے کو غذا مہیا کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے عیب کے طور پر بیان فرمایا۔ وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ فرمایا: اے ابن آدم! تیرے نامہ عمل میں جو کچھ ہے وہ اس میں املاء کرایا جاتا ہے۔ پھر اسے لپیٹ دیا جاتا ہے۔ پھر اسے قیامت کے دن تجھ پر کھولا جائے گا اور وہ آدمی وہ سب کچھ دیکھ لے گا جو کچھ اپنے نامہ عمل میں لکھواتا رہتا ہے۔ وَ اِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ فرمایا: جب جہنم کی آگ جلائی جائے گی۔ وَ اِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ اور جب جنت قریب کی جائے گی۔ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّاۤ اَحْضَرَتْ (تو اس دن) ہر شخص جان لے گا جو عمل وہ لے کر آیا ہے۔ حضرت قتادہ رحمۃ

marfat.com

Marfat.com

اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہاں تک حدیث بیان فرمائی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے: وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ فرمایا: عشار سے مراد اونٹ ہیں۔ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ فرمایا: وحشی جانوروں کے حشر سے مراد ان کی موت ہے۔ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ فرمایا: ارواح کو ان کے جسموں کی طرف لوٹایا جائے گا۔ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ فرمایا: مراد مشرکین کے بچے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: الْمَوْءٗدَةُ سے مراد دفن کی گئی بچی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں جب کوئی عورت حاملہ ہوتی تھی اور اس کی ولادت کا وقت آ پہنچتا تو وہ ایک گڑھا کھودتی اور اس کے کنارے پر دردزہ میں مبتلا ہوتی۔ پس اگر وہ بچی جنتی تو وہ اسے اس گڑھے میں پھینک دیتی۔ اور اگر بچے کو جنم دیتی تو اسے روک لیتی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ نہ سمجھا جائے کہ وہ جہنم میں ہیں تحقیق اس نے جھوٹ بولا۔ بلکہ وہ تو جنت میں ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے: اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ فرمایا: جب سورج کو پھینک دیا جائے گا۔ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ فرمایا: جب ستارے بکھر جائیں گے۔ وَ اِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ اور جب پہاڑ اڑ جائیں گے۔ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ جب اونٹنیاں نہ دوہی جائیں گی اور نہ ان کے تھن باندھے جائیں گے بلکہ ان کے مالک انہیں چھوڑ دیں گے۔ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ فرمایا: جب وحشی جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا حکم آئے گا۔ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ جب سمندر بہہ جائیں گے۔ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ فرمایا: ہر آدمی اپنے صاحب عمل کے ساتھ ہوگا۔ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ فرمایا: بچیوں کو زندہ درگور کرنے کا عمل سب لوگوں سے بڑھ کر عرب کرنے والے تھے۔ وَ اِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ اور جب جہنم کی آگ روشن کی جائے گی۔ وَ اِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ اور جب جنت قریب کی جائے گی۔ یہاں تک حدیث اختتام پذیر ہوئی۔ ایک فریق جنت میں ہوگا اور ایک فریق جہنم میں ہوگا۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ کا مفہوم ہے کہ چوپاؤں کے حشر سے مراد ان کی موت ہے اور جن وانس کے سوا ہر شے کے حشر سے مراد اس کی موت ہے۔ کیونکہ جن وانس کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر شے کو اٹھایا جائے گا یہاں تک کہ مکھیوں کو بھی اٹھایا جائے گا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے ان سے وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ سمندروں کا پانی زمین کے پانی کے ساتھ مل جائے گا۔ تو حضرت نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے زہیر بن ابی سلمی کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا:

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 560 (3901)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

لَقَدْ نَازَعْتُهُمْ حَسَبًا قَدِيمًا وَقَدْ سُجِّرَتْ بِحَارُهُمْ بِحَارِیْ

"تحقیق میں نے پرانے طریقہ پر ان سے تنازع کیا۔ حالانکہ ان کے سمندر میرے سمندر کے ساتھ مل گئے"۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ کا یہ مفہوم ہے: اور جب سمندر کھول دیئے جائیں گے اور چلائے جائیں گے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ جب سمندر بھڑ کا دیئے جائیں گے یہاں تک کہ وہ آگ بن جائیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن اور حضرت ضحاک رحمہما اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ معنی ہے: جب سمندروں کا پانی نیچے اتر جائے گا اور وہ ختم ہو جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: جب سمندروں کو اس طرح بھڑ کا یا جائے گا جیسے تنور بھڑ کائے جاتے ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، بیہقی نے البعث میں اور ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: صالح اور نیک بندے کو جنت میں نیک اور صالح آدمی کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور برے اور گناہگار آدمی کو جہنم میں گناہ گار کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ یہی تزویج الانفس ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ کے تحت فرمایا: مراد وہ آدمی ہے جسے قیامت کے دن اہل جہنم میں سے اپنے جیسے آدمی کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ پھر یہ آیت پڑھی: اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ (الصافات: 22)

امام ابن مردویہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ فرمایا: یہ دو آدمی ہیں، دونوں ایک عمل کرتے ہیں اور دونوں جنت اور جہنم میں داخل ہوں گے۔

امام ابن منیع رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ کے تحت بیان کیا ہے کہ تزویج النفوس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر قوم کو ان کے مشابہ (قوم) کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور پھر یہ آیت پڑھی: اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ (الصافات: 22)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عرش کے دامن سے پانی کی ایک

1۔ مجمع الزوائد، کتاب المناقب، جلد 9، صفحہ 59-458 (15525)، دار الفکر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 560 (3902)، مفہوم، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

وادی بہتی ہے ایسے وقت میں جو دو صبحوں کے درمیان ہے اور وہ مقدار جوان دونوں کے درمیان ہے وہ چالیس برس ہے، ہر مخلوق اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ انسان، یا پرندے یا جانور میں سے اگر کوئی گزرنے والا ان پر گزرے گا اور وہ اس سے قبل انہیں پہچانتا ہوگا تو وہ بالیقین انہیں سطح زمین پر پہچان لے گا، تحقیق وہ پیدا کیے گئے۔ پھر ارواح کو بھیجا جائے گا۔ وہ جسموں کے ساتھ مل جائیں گی۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ فرمایا: روح کو جسم کے ساتھ ملایا جائے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ روح کو جسم کے ساتھ ملایا جائے گا اور ارواح کو جسموں میں لوٹایا جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مومنین کو حور عین کے ساتھ اور کفار کو شیاطین کے ساتھ ملایا جائے گا۔

امام فراء رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آدمی کو جنت میں اپنے دنیا کے نیک ساتھی کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور وہ آدمی جو دنیا میں برے اعمال کیا کرتا تھا اسے جہنم میں اپنے اس ساتھی کے ساتھ ملایا جائے گا جو اس کا معاون و مددگار تھا۔

امام احمد، نسائی، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سلمہ بن زید الجعفی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ زندہ درگور کرنے والا اور جسے زندہ درگور کیا گیا جہنم میں ہیں۔ مگر یہ کہ اس نے اسلام کا زمانہ پالیا اور اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو الضحیٰ مسلم بن صبیح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی: وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ فرمایا: کہ وہ بچی اپنا خون بہانے والے قاتل کا مطالبہ کرے گی۔

امام احمد، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حذامہ بنت وہب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ الوأد الخفی ہے یعنی خفیہ زندہ کو درگور کر دینا۔ اور یہی الموءودۃ ہے۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت صعصعہ بن ناجیہ مجاشعی رحمہ اللہ سے جو کہ فرزدق کا دادا تھے، سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں نے زمانہ جاہلیت میں کئی اعمال کیے ہیں، کیا میرے لیے ان کا اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے کیا عمل کیا ہے؟ تو میں نے عرض کی: میں نے تین سو ساٹھ زندہ درگور کی جانے والی بچیوں کو زندہ کیا۔ میں نے ان میں سے ہر ایک کو دو دس ماہ کی گابھن اونٹنیوں اور ایک اونٹ کے عوض خریدا۔ تو کیا میرے لیے اس میں اجر ہے؟

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 478، دار صادر بیروت 2۔ صحیح مسلم، باب جواز الغیلۃ وکراہۃ العزل، جلد 5، صفحہ 15 (141)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے اس میں اجر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی توفیق عطا فرما دی۔(1)

امام بزار، حاکم نے الکنی میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قیس بن عاصم تمیمی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی میں نے دور جاہلیت میں آٹھ بیٹیوں کو زندہ دفن کیا ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: ان میں سے ہر ایک کی جانب سے ایک غلام آزاد کر۔ اس نے عرض کی: میرے پاس تو اونٹ ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہر ایک کی جانب سے ایک اونٹ قربان کر دے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ فرمایا: جب انسان مرتا ہے تو اس کا نامہ عمل بھی لپیٹ دیا جاتا ہے۔ پھر قیامت کے دن اسے کھولا جائے گا اور جو کچھ اس میں ہوگا اسی کے مطابق اس سے حساب لیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ کی سند سے ان کے باپ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب وہ اس آیت پر پہنچے تو فرمایا اسی لیے گفتگو چلائی گئی۔

امام سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ کا مفہوم ہے کہ یہ وہ ستارے ہیں جو رات کے وقت پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور دن کے وقت چھپ جاتے ہیں۔ پس وہ دکھائی نہیں دیتے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اصبغ بن نباتہ کی سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ خنس سے مراد پانچ ستارے ہیں: زحل، عطارد، مشتری، بہرام اور زہرہ۔ ان کے سوا ستاروں میں سے کوئی بھی نہیں ہے جو کہکشاں کو کاٹ سکتا ہو۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ خنس وہ ستارے ہیں جو چلتے چلتے کہکشاں کو بھی کاٹ جاتے ہیں جیسا کہ گھوڑا کاٹتا چلا جاتا ہے۔

امام ابن مردویہ اور خطیب رحمہما اللہ نے کتاب النجوم میں حضرت کلبی کی سند سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ خنس سے مراد سات ستارے ہیں: زحل، بہرام، عطارد، مشتری، زہرہ، شمس اور قمر۔ اور خنوس سے مراد ان کا لوٹنا ہے اور کنوس سے مراد دن کے وقت ان کا غائب ہونا ہے۔

عبد الرزاق، سعید بن منصور، فریابی، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر، طبرانی اور حاکم نے کئی طرق کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ سے مراد وحشی بیل ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، جلد 8، صفحہ 76 (7412)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد　2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 337 (863)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 94، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 398 (3513)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے الْجَوَارِ الْكُنَّسِ کے تحت فرمایا: مراد وہ بیل ہے جو سائے کی طرف پیچھے ہٹتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے خصیف کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ وحشی ہے جو درخت کی جڑوں میں اپنے لیے پناہ گاہ بنالیتا ہے اور اس میں چھپ جاتا ہے۔

ابن جریر نے العوفی کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ خنس سے مراد ہرن ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن راہویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ سے مراد ستارے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہ ستارے ہیں جو رات کے وقت ظاہر ہوتے ہیں اور دن کے وقت چھپ جاتے ہیں، پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بِالْخُنَّسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ یہ ستارے ہیں جو دن کے وقت چھپ جاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس ارشاد باری تعالیٰ کے بارے پوچھا: فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ۔ تو انہوں نے فرمایا: میں نہیں جانتا۔ تو ابراہیم نے کہا: آپ کیوں نہیں جانتے؟ انہوں نے فرمایا: بے شک تم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرکے کہتے ہو کہ یہ ستارے ہیں۔ اور انہوں نے فرمایا: انہوں نے جھوٹ کہا۔ تو حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ وحشی بیل ہیں اور الخنس الجواری سے مراد ان کی بلیں ہیں۔ تو ابراہیم نے کہا: ایسے ہی ہے جیسے تم نے کہا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بِالْخُنَّسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ یہ وہ چلنے والے روشن ستارے ہیں جو مشرق کی طرف متوجہ ہو کر چلتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو میسرہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ سے مراد وحشی بیل ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ سے مراد ہرن ہیں جب کہ وہ اپنی پناہ گاہ میں چھپ جائیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن زید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ہرن ہیں۔ کیا تو نے انہیں نہیں دیکھا کہ جب وہ سائے میں ہوں تو وہ کس طرح اپنی گردنوں کو چھپا کر پناہ لیتے ہیں اور اپنی نظر کو پھیلا لیتے ہیں؟

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد بیل ہیں۔

امام حاکم اور ابو احمد رحمہما اللہ نے الکنی میں حضرت عدبس رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضرت عمر بن خطاب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین! اَلْجَوَارِ الْكُنَّسِ کیا ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس پڑے نیزہ کی انی سے اس آدمی کی پگڑی میں کچوکا لگایا اور اس کے سر سے اسے پرے پھینک دیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تو حروری ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں عمر بن خطاب کی جان ہے اگر میں تیرے سر کو مونڈا ہوا پاتا تو میں تیرے سر سے جوؤں کو دور ہٹا دیتا (یعنی میں تیرا سر قلم کر دیتا)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ کا معنی ہے قسم ہے رات کی جب وہ رخصت ہونے لگی۔ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ (اور صبح کی) جب کہ طلوع فجر کے وقت دن ظاہر ہوتا ہے۔(1)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ قسم ہے رات کی جب وہ پیٹھ پھیرنے لگے۔ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ اور قسم ہے صبح کی جب وہ روشن ہو اور آنے لگے۔(2)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ قسم ہے رات کی جب وہ تاریک ہو جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بھی نقل کیا ہے کہ قسم ہے رات کی جب وہ آنے لگے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب وہ رخصت ہونے لگے۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: مراد رات کی سیاہی اور ظلمت کا آنا ہے۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عربوں میں یہ معنی معروف ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے نابغہ کا یہ قول نہیں سنا:

كَأَنَّمَا خدما قَالُوْا وَمَاوَغَدَوْا ال تضمنه من () عسعس

امام طحاوی، طبرانی نے الاوسط میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ اس وقت نکلے جب فجر طلوع ہوئی۔ اور فرمایا: یہ ساعۃ الوتر کتنی اچھی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ۝ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ اور وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ کے تحت انہوں نے فرمایا کہ ہم گفتگو کرتے تھے کہ اس آیت میں مراد وہ افق ہے جس سے دن آتا ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ کا مفہوم ہے کہ افق سے مراد وہ مقام ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 97، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 399 (3516)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرۃ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے فرمایا: وہ تعریف جو تیرے رب نے تیرے لیے فرمائی ہے وہ کتنی خوبصورت اور حسین ہے۔ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۙ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ پس تیری قوت کیا ہے اور تیری امانت کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: میری قوت یہ ہے کہ مجھے حضرت لوط علیہ السلام کی بستیوں کی طرف بھیجا گیا۔ یہ چار بستیاں تھیں اور ہر بستی میں بچوں کے علاوہ چار لاکھ جنگجو تھے۔ میں نے انہیں زمین کی پستی سے اٹھایا، یہاں تک کہ آسمان کے باسیوں نے مرغوں کی آواز اور کتوں کے بھونکنے کی آواز سنی۔ پھر میں نے انہیں نیچے گرایا اور انہیں تباہ کر دیا۔ اور میری امانت کی کیفیت یہ ہے مجھے کسی بھی شے کا حکم نہیں دیا گیا کہ میں اسے چھوڑ کر غیر کی طرف تجاوز کیا ہو (یعنی مجھے بھی حکم دیا گیا میں نے بلا کم و کاست اسے پورا کیا)۔

ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے شب معراج حضرت جبرائیل امین سے فرمایا: دوزخ سے پردہ ہٹاؤ۔ چنانچہ انہوں نے اسے کھولا اور آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا۔ پس اس کے بارے یہ ارشاد ہے: مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ یعنی وحی پر امین ہے۔ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مجنون نہیں ہیں۔

امام ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ستر حجابات پر امین ہیں وہ بغیر اجازت کے وہاں داخل ہوتے ہیں۔ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ فرمایا یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مجنون نہیں ہیں۔ اور وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ کے تحت فرمایا: ہم یہ گفتگو کرتے تھے کہ بے شک افق وہی ہے جس سے دن ظاہر ہوتا ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: بے شک افق وہ ہے جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے۔

امام ابن مردویہ اور ابو نعیم نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ کے تحت فرمایا کہ آپ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو سبز رفرف پر دیکھا جنہوں نے افق کو بند کر رکھا تھا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے چھ سو پر ہیں اور ساری افق کو گھیر رکھا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں مراد حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے انہیں اپنی اصلی صورت میں سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آیت میں دیکھنے والے رسول اللہ ﷺ ہیں فرمایا: کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو افق میں دیکھا اور افق سے مراد صبح ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ سے مراد ساتواں آسمان ہے۔

امام دارقطنی نے الافراد میں، خطیب نے تاریخ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 399 (3519-21)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اس طرح قرأت کرتے تھے: وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِظَنِينٍ یعنی ظاء کے ساتھ پڑھتے تھے۔(1)

امام عبدالرزاق اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ مذکورہ آیت میں بظنین پڑھتے تھے۔ اور ایک روایت میں لفظ بِضَنِينٍ ہے۔ یعنی ضاد کے ساتھ یہ لفظ پڑھا گیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ مذکورہ آیت میں بظنین پڑھتے تھے۔ تو آپ کو اس کے بارے کچھ کہا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بے شک لکھنے والے کاتب مصاحف میں خطا کر جاتے ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ اسے بظنین ہی پڑھتے تھے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بِضَنِينٍ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے اس سے مراد بخیل (بخل کرنے والا) ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کا گمان یہ ہے کہ مصاحف میں بلکہ مصحف عثمان میں بھی بِضَنِينٍ ہے۔

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد اور حضرت ہارون رحمہم اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت میں یہ لفظ بِضَنِينٍ ضاد کے ساتھ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ کا مفہوم ہے کہ جو کچھ وہ جانتے ہیں اس کے بارے وہ تم پر بخل کا اظہار نہیں کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ پر جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے آپ نے اس کے بارے کوئی بخل نہیں کیا۔

عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ یہ قرآن غیب تھا، اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت ﷺ کو یہ عطا فرمایا آپ نے اس کے ساتھ پوری کوشش فرمائی اور اس کی تعلیم دی، اس کی طرف دعوت دی اور اس میں کوئی بخل نہیں کیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی جانب جو وحی کی گئی ہے آپ اس کے بارے کوئی بخل نہیں کرتے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 276 (2996)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 401 (3524)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 103، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

یہ آیت پڑھی: وَ مَاهُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ اور فرمایا: آپ ﷺ قرآن کریم کے بارے متہم نہیں ہیں۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ مَاهُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ کہ آپ ﷺ جو لے کر آئے اس پر متہم نہیں ہیں اور جو کچھ آپ کو عطا کیا گیا ہے آپ اس پر بخل کرنے والے نہیں ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ الظنین کا معنی متہم اور بِضَنِيْنٍ کا معنی بخیل ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت زر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْغَيْبِ سے مراد قرآن ہے۔ اور ہماری قرأت میں بظنین بمعنی متہم اور تمہاری قرأت کے مطابق بِضَنِيْنٍ بمعنی بخیل ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت زر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْغَيْبِ سے مراد قرآن کریم ہے اور ہماری قرأت میں بظنین بمعنی متہم ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ کے تحت فرمایا (ہدایت اسی کے لیے ہے) جو تم میں سے حق کی تلاش کرنا چاہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ تو انہوں نے کہا: اختیار ان کے پاس ہے اگر ہم چاہیں تو ہم سیدھی راہ اختیار کر لیں اور اگر چاہیں تو ہدایت حاصل نہ کریں۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: اے محمد ﷺ انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔ وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (اور تم نہیں چاہ سکتے بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ چاہے جو رب العالمین ہے) تو رسول اللہ ﷺ اس سے خوش ہو گئے۔

امام ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے بانوے کتابیں پڑھی ہیں جو تمام کی تمام آسمان سے نازل ہوئیں۔ میں نے ان تمام میں یہ پایا ہے کہ جس کسی نے مشیت کی نسبت اپنی ذات کی طرف کی سو اس نے کفر کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سلیمان بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ تو ابو جہل نے کہا اختیار ہمیں دے دیا گیا ہے اگر ہم چاہیں تو ہم سیدھی راہ چلیں اور اگر چاہیں تو نہ چلیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔(1)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قاسم بن مخیمرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ تو ابو جہل نے کہا: امر ہمارے سپرد کر دیا گیا ہے۔ تو پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 105۔ 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 401 (3525)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com